جلد ۲۲ | مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۷۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۴ مئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق امید کی جاتی ہے۔ کہ حضور کل تشریف لے آئیں گے۔ اور جمعہ کی نماز یہاں پڑھائیں گے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ خدا کے فضل سے پہلے کی نسبت صحت اچھی ہے

نظارت امور عامہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ اعلیٰ ریلوے حکام سے درخواست کی گئی تھی۔ کہ قادیان سے لاہور امرتسر۔ گورداسپور کے دوروزہ واپسی ٹکٹ رعایتی کرایہ پر جاری کئے جائیں۔ اب اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ یکم جون ۱۹۳۵ء سے ایسے ٹکٹ مستذکرہ مقامات کے لئے مندرجہ ذیل شرح کرایہ پر جاری کر دیئے جائیں گے۔

لاہور۔ ایک روپیہ گیارہ آنے۔ امرتسر پندرہ آنے گورداسپور تیرہ آنے ✤

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کیلئے رحمٰن کی حفاظت طلب کرو

(فرمودہ ۲۵ مئی ۱۹۰۳ء)

"مومن کا مطہر قلب اسرار الٰہی کا خزینہ ہے۔ جو کچھ اس پاک لوحِ انسانی پر منقش ہوتا ہے۔ وہ آئینہ خدا نما ہے۔ مگر انسان جب ضعفِ بشریت سے سہو و گناہ کر بیٹھتا ہے۔ اور پھر ذرا بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ تو دل پر سیاہ زنگ بیٹھ جاتا۔ اور رفتہ رفتہ قلب انسانی کہ خشیتِ الٰہی سے گداز اور شفاف تھا سخت اور سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ مگر جونہی انسان اپنی مرضِ قلب کو معلوم کر کے اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے۔ اور شب و روز نماز میں دُعائیں۔ استغفار و زاری و قلق جاری رکھتا ہے۔ اور اس کی دُعائیں انتہا کو پہنچتی ہیں۔ تو تجلیاتِ الٰہی اپنے فضل کے پانی سے اس ناپاکی کو دھو ڈالتی ہیں۔ اور انسان بشرطیکہ ثابت قدم رہے۔ ایک طلب کرے نئی زندگی کا جامہ پہن لیتا ہے۔ گویا کہ اس کا تولدِ ثانی ہوتا ہے۔ دو زبردست لشکر ہیں۔ جن کے درمیان انسان چلتا ہے۔ ایک لشکر رحمٰن کا۔ دوسرا شیطان کا۔ اگر یہ لشکر رحمٰن کی طرف جھک جائے۔ اور اس سے مدد طلب کرے تو اس سے بحکمِ الٰہی مدد دی جاتی ہے۔ اور اگر شیطان کی طرف رجوع کیا۔ تو گناہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پس انسان کو چاہیئے۔ کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کے لئے رحمٰن کی حفاظت میں ہو جائے۔" (الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۳ء)

چندہ تحریک جدید اور اعلیٰ قربانیوں کیلئے تیاری

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے فرمایا:

"میں نے سادگی کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسی لئے کہ تم اعلیٰ قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ محنت اور مشقت برداشت کرنے کی تم میں طاقت پیدا ہو۔ مشکلات اور تکالیف برداشت کر سکو۔ اور جب تمہارے پاس مال ہوگا۔ تو تم اعلیٰ قربانی کر سکو گے۔ دل کی قربانی سے مال نہیں مہیا ہو سکتا۔ لیکن جب دل کی قربانی ہوگی۔ اور تمہارے پاس مال بھی ہوگا۔ تو اسے تم پیش کر سکو گے۔ پس سادہ کھانا کھاؤ۔ سادہ کپڑے پہنو اور کفایت شعاری سے گذارہ کرو۔ اپنی آمد میں سے چندے دو۔ اور ایک حصہ امانت فنڈ جائیداد میں جمع کراؤ۔ پھر کچھ اپنے پاس بھی جمع کرو۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ دین کے خلاف ہے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ کہ کم از کم تنخواہ کا ۱/۴ حصہ جمع کرتے جاؤ۔ پس جب تک تمہیں یہ آواز نہیں آتی۔ کہ سب کچھ لے آؤ۔ اس وقت تک کچھ نہ کچھ جمع کرتے جانا چاہیئے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کیا یہ صرف تین سال کے لئے ہے مگر بات یہ ہے۔ کہ تین سال کی میعاد تو ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ جب کوئی جانور چلتا نہ ہو۔ تو اسے چلانے کے لئے گھاس دکھائی جاتی ہے۔ پھر جب چل پڑے۔ تو چلتا ہی جاتا ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ مشکلات کب تک دور ہوں گی۔ میں نے مشکلات دور کرنے کی تدابیر پیش کی ہیں۔ اور یہ خیال کیا ہے۔ کہ جب جماعت ان پر کاربند ہو جائیگی۔ تو پھر ان پر عمل کرتی رہے گی۔ پس یہ تدابیر فتح حاصل ہونے تک کے لئے ہیں۔ ان پر عمل کرانے کے لئے جبر سے نہیں کیا گیا۔ کہ عمل کرنے والوں کو ثواب زیادہ حاصل ہو اگر کوئی ان تدابیر پر عمل نہیں کرتا۔ تو نہ ہم اسے جماعت سے نکالیں گے اور نہ اسے برا کہیں گے۔"

دوستوں کی خدمت میں حضور کا مندرجہ بالا ارشاد پیش کر کے التماس ہے۔ کہ احباب نہ صرف اپنی آمدنی میں سے چندہ تحریک جدید اور دوسرے چندے ادا کریں۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ آئندہ کی اعلیٰ قربانیوں میں شامل ہونے کے لئے امانت فنڈ بھی جمع کریں۔ اور اس وقت تک جن احباب کرام کے ذمہ چندہ تحریک جدید کا چندہ واجب ہے۔ وہ جلد تر ادا کرتے ہوئے ثواب لیں۔ جن احباب نے امانت فنڈ میں ماہوار داخل کرنیکا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اور اب تک کسی

لاہور میں تعلیم پانیوالے بچے احمدیہ ہوسٹل میں داخل کئے جائیں

اب جبکہ کالجوں میں نئے داخلے شروع ہو رہے ہیں احباب کو اس اعلان کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ لاہور میں خدا کے فضل سے ۱۳ ایبرٹ روڈ میں احمدیہ ہوسٹل قائم ہے جو احباب اپنے بچوں کو لاہور کے کسی کالج میں داخل کرائیں انہیں چاہیئے کہ احمدیہ ہوسٹل سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے بچے کو اس میں داخل کرا کے ہم خرما و ہم ثواب کے مستحق بنیں۔ خدا کے فضل سے احمدیہ ہوسٹل میں علاوہ جسمانی اور تعلیمی نگرانی کے دینی اور روحانی تربیت کا بھی انتظام ہے۔ اور بچوں کیلئے ایسی فضا قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے انکے دل میں اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی محبت پیدا ہو۔ پس احباب سے درخواست ہے کہ جن کے بچے لاہور کسی کالج میں داخل ہوں۔ وہ ضرور احمدیہ ہوسٹل میں داخل کرا جائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت)

ڈیبیٹنگ سوسائٹی قادیان میں ایک اہم موضوع پر تقریریں

قادیان ۲۳ رمئی۔ آج تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہال میں ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی اے پریذیڈنٹ ڈیبیٹنگ سوسائٹی کے زیر اہتمام "موجودہ فتنہ کا مقابلہ جماعت احمدیہ کے لئے پریس یا پلیٹ فارم (تقریر یا تحریر) میں سے کس ذریعہ سے کرنا زیادہ مفید ہے" کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ اجلاس کے صدر تھے۔ جناب قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی اور مسٹر محمد حسین صاحب بی کام نے جج کے فرائض انجام دیئے۔

پریس کی تائید میں محمد ابراہیم صاحب ناصر۔ نور الدین صاحب منیر (اولڈ بوائز سکول نمبر ۱) بشارت الرحمٰن طالب علم نہم۔ عبد الحی دہم نے انگریزی میں اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے اردو میں تقریریں کیں۔ تقریروں پر زیادہ زور دینے کے حامیوں مسٹر محمد طفیل صاحب ناز بی اے مسٹر عبد الرحیم صدیقی (اولڈ بوائز) محمد یعقوب کوکب طالب علم دہم۔ صلاح الدین دہم اور شریف احمد طالب علم نہم نے انگریزی میں اور مولوی عبد المنان صاحب مولوی فاضل نے اردو میں تقریریں کیں۔

ججوں نے دونوں فریق کے دلائل سننے کے بعد ان کی تقریروں کے اعتبار سے فیصلہ کیا۔ کہ موجودہ فتنہ کے سدباب کے لئے تقریریں نسبتاً زیادہ مفید ہیں۔ اگرچہ تحریر پر زور دینے والی پارٹی کے دلائل بھی بلحاظ اس کے کہ انہوں نے اس موضوع کو ساری دنیا کے حالات پر چسپاں کیا۔ زبردست تھے۔

آخر میں صاحب صدر نے ہر دو طرف کے دلائل پر تبصرہ کیا۔ اور موجودہ فتنہ کا مقابلہ جہاں تک اسکا پنجاب کے ساتھ تعلق ہے۔ کرنے کے لئے تقریر کو زیادہ بہتر اور مفید ذریعہ قرار دیا۔ شاہ صاحب موصوف نے طلباء کی تقریروں پر بلحاظ زبان اور دلائل خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

خاکسار سکرٹری ڈیبیٹنگ یونین

افسوسناک انتقال

یہ خبر نہایت ہی رنج وملال سے سنی جائے گی۔ کہ چودھری سردار خان صاحب ساکنہ چھور چک ۱۱۲ ضلع شیخوپورہ ۱۰ رمئی کو رحلت کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

۲۶ رمئی کے جلسوں کے متعلق یاددہانی

خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۶ رمئی کی تاریخ اب بالکل قریب آگئی ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ اس دن تمام جماعتیں جلسے کریں۔ اور اس سکیم کو تفصیل کے ساتھ پیش کریں۔ جو "تحریک جدید" کے نام سے موسوم ہے۔ امراء و سکرٹریان جماعت ہائے احمدیہ نوٹ فرمائیں۔ کہ ۲۶ رمئی اتوار کے دن انہوں نے اپنے اپنے مقامات پر بلکہ اگر ہو سکے۔ تو ارد گرد کے مواضعات و دیہات میں بھی جلسے منعقد کر کے ان میں تحریک جدید کے مختلف پہلوؤں پر لیکچر دینے کا اہتمام کرنا ہے۔ لیکچر دینے والے اصحاب پوری تیاری کے بعد سٹیج پر آئیں۔ اور کوشش کی جائے کہ تمام احمدی مردوں عورتوں اور بچوں کو جمع کیا جائے۔ اخبار کے ذریعہ یہ بار بار یاددہانی اس لئے کرائی جا رہی ہے۔ کہ احباب اپنے اس فرض کو یاد رکھیں اور عملی رنگ میں اسے پورا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

موضع پنام تحصیل گڑھ شنکر میں احراریوں کی اشتعال انگیزیاں

گڑھ شنکر۔ ۲۲ رمئی۔ سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ پنام تحصیل گڑھ شنکر بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ احراریوں نے اس جلسہ کے سلسلہ میں جو وہ ۲۴ رمئی ۱۹۳۵ء کو موضع پنام تحصیل گڑھ شنکر میں منعقد کرنے والے ہیں۔ گاؤں میں جلوس نکالا اور احمدیوں کے گھروں کے پاس ٹھہر کر جماعت احمدیہ کے مقدس بانی کی شان میں نہایت شرمناک گندہ دہانی کر کے احمدیوں کے خلاف شدید اشتعال پیدا کیا۔ حالات خطرناک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اور اشتعال انگیزی ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ اور نقض امن کا خطرہ ہے۔ معاملہ کی اطلاع حکام کو دی جا چکی ہے۔ اور ان کی طرف سے مؤثر کارروائی کا انتظار ہے۔

(الفضل) ہم ذمہ وار حکام ضلع ہوشیارپور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ احراریوں کی بڑھتی ہوئی شرارت کو روکیں۔ اور احمدیوں کو ان کے ظلم و ستم سے بچانے کی طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۵۴ھ

احراریوں کی فتنہ انگیزیاں

تمام مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کر رہی ہیں

بعض غیر مسلم حلقے جو اس بارے احراریوں کی پیٹھ ٹھونک رہے۔ اور ان کی بے جا حمایت کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں باہمی کشمکش اس حد کو پہونچ جائے۔ کہ وہ خود ہی ایک دوسرے کی جڑیں کاٹ کر برادران وطن کے کامل غلبہ و اقتدار کا موقعہ بہم پہونچا دیں۔ ان کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ حکومت اور دوسرے لوگوں پر یہ ثابت کر دیں۔ کہ مسلمانوں کو سوائے لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد کے کچھ آتا ہی نہیں۔ اور جب وہ اپنے اندرونی معاملات سلجھانے کی بجائے روز بروز انہیں زیادہ اُلجھاتے جا رہے ہیں۔ اور زیادہ شدت کے ساتھ ایک دوسرے کے گلوگیر ہو رہے ہیں۔ تو دوسروں کے متعلق کیونکر رواداری برت سکتے۔ اور معقولیت سے کام لے سکتے ہیں۔ چنانچہ وُہی اخبارات جنہوں نے احراریوں کی اس بارے میں پُرزور حمایت کی ہے کہ جماعت احمدیہ کو جداگانہ اقلیت بنا دیا جائے۔ مسلمانوں کو حقیر و ذلیل قرار دینے کے لئے احراریوں کی فتنہ انگیزیاں کو بطور ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

چنانچہ اخبار "پرتاپ" لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کی آپس کی لڑائی کا نتیجہ یہ ہے کہ اب کم از کم پنجاب کے مسلمان کسی ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے۔ خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی۔ پھر جو لوگ مسلمانوں سے یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ سیاسی معاملات میں ہندوؤں سے اتفاق کر لیں۔ وہ احمقوں کی جنت میں ہیں۔ تو کہاں ہیں۔ جن لوگوں کے باہمی اختلاف کا حال یہ ہو۔ ان سے اس قسم کی توقع کب رکھی جا سکتی ہے۔ کاش مسلمان بھائی اپنے اختلافات ہی مٹا سکیں ہندو مسلم اختلافات تو جب مٹیں گے۔ جب ہی"

ان الفاظ پر ہر اس شخص کو غور کرنا چاہیئے جو مسلمان کہلاتا۔ اور مسلمانوں کو برادران وطن کے مقابلہ میں سربلند دیکھنا چاہتا ہے کیا اس بات میں کوئی شک و شبہ باقی ہے کہ احراریوں کی وجہ سے مسلمانوں کی باہمی چپقلش اور خانہ جنگی انتہا کو پہونچ چکی ہے اس انتہا کو کہ وہ لوگ جو دل سے چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان ٹکڑے ٹکڑے ہی رہیں۔ اور جو مسلمانوں کو آپس میں اُلجھانے کے لئے ہر ممکن سعی کرتے رہتے ہیں۔ وُہ بھی پکار اُٹھے ہیں۔ کہ اب ممکن نہیں مسلمانان پنجاب کسی ایک مرکز پر جمع ہو سکیں۔ خواہ وُہ مرکز سیاسی ہو۔ یا مذہبی۔ گویا انہیں پوری طرح اطمینان حاصل ہو چکا ہے۔ کہ اب مسلمانوں کے متحد ہونے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ ایسی حالت میں جہاں ہندوؤں کے متعلق یہ بتا دیا ہے۔ کہ مسلمانوں سے وُہ کسی قسم کے اتحاد کے متمنی نہیں۔ وہاں طنز کے اس تیر سے مسلمانوں کا سینہ بھی چھلنی کر دیا ہے۔ کہ "کاش مسلمان اپنے ہی اختلافات مٹا سکیں"

یہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ ان لوگوں کو جو اپنی قوم میں فتنہ و شرارت فساد اور جھگڑے پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ بیرونی حلقوں کی طرف سے خواہ کتنی ہی امداد حاصل ہو جائے۔ پھر بھی وُہ کسی قدر و وقعت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔ اور ہمیشہ انہیں قومی غدار قرار دے کر قابل مذمت سمجھا جاتا ہے۔ اور انہیں اپنی قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ قرار دیا جاتا ہے۔

اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ سکھ معاصر "شیر پنجاب" نے مسلمانوں میں تفرقہ و شقاق پیدا کرنے والوں کی مذمت کی ہے۔ اور ان کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو بھی مورد اعتراض بنایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ہندوستان کی تاریخ مسلمانوں کی مذہبی رواداری کے ایسے خوفناک واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آج کل بھی جبکہ انگریزی حکومت کی پالیسی مسلمانوں سے ترجیحی سلوک کی ہے۔ مسلمان اپنی اس فطرت کو عریاں ہونے سے روک نہیں سکتے۔ اور غیر مسلم لوگ ان کی مذہبی رواداری سے نہایت تنگ آئے ہوئے ہیں۔ غیر مسلموں کو جانے دیجئے۔ آج تک مرزائی مسلمان تھے۔ لنڈن کی مسجد تک میں امامت ان کے سپرد تھی۔ اور وُہ اسلام کے زبردست علمبردار سمجھے جاتے تھے۔ ہر تحریک میں انہیں آگے رکھا جاتا تھا۔ لیکن اب چودھری ظفر اللہ خان کو حکومت ہند کی ایک رکنیت مل گئی۔ اس رکنیت کے ناکام و نامراد امیدواروں نے احراریوں کو روپیہ دے کر یہ ایجی ٹیشن برپا کروا دیا کہ مرزائی مسلمان ہی نہیں ہیں۔ لہذا یہ جگہ جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو چکی ہے۔ کسی غیر مسلم کو نہیں ملنی چاہیئے۔ اور جس قدر بھی گورنمنٹ آف انڈیا۔ یا گورنمنٹ پنجاب کی رکنیت کے ممبر ہیں۔ سب اس ایجی ٹیشن کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور اس ایک عہدہ کے لئے مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کا زوردار پراپیگنڈا ذمہ دار لیڈروں کی طرف سے جاری ہے"

مسلمانوں کے خلاف جن تاریخی واقعات سے استدلال کیا جائے۔ ان کے متعلق تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن جن حالات کی طرف معاصر "شیر پنجاب" نے اشارہ کیا ہے اور جو بالکل تازہ ہیں۔ ان کا انکار کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ پھر کیا اس میں کوئی شک ہو سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف احراریوں کی فتنہ آرائی جیروں کی نظر میں مسلمانوں کو بے حد ذلیل و رسوا کر رہی ہے اور وُہ کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں۔ کہ جو لوگ مسلمان کہلانے والوں کے مقابلہ میں ایسا شرمناک اور ایسا غیر روادارانہ رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ ان سے کسی اور قوم کو بھلائی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ گویا احراریوں کا طریق عمل معقولیت بلکہ انسانیت کے درجے سے اس قدر گر چکا ہے۔ کہ غیر مسلم اسے تمام مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے بطور ہتھیار استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔

اب بھی اگر مسلمانوں کی آنکھیں نہ کھلیں اور احراریوں کے خلاف جرأت و دلیری سے آواز نہ اٹھائیں تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ اُن کی قسمت ہی ایسی ہے۔ کہ دوسرے بھی انہیں ذلیل و رسوا کریں۔ اور اپنے بھی ان کی رسوائی کے سامان بہم پہونچائیں۔

کیا سُنّی دُنیا زندہ ہے؟

"سُنّی دُنیا کیوں مُردہ ہو گئی ہے؟" کے موضوع پر مضمون لکھنے والے کے لئے منیجر صاحب پیکو لمیٹڈ لاہور نے پچاس روپے کا جو انعام رکھا تھا۔ اس کے متعلق ہمارا ذکر کرنا تھا۔ کہ اخبار "مدینہ" نے بیک جنبش قلم سُنّی دُنیا کے لاشہ میں زندگی کی رُوح پھونک دی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"ہر شخص محسوس کر سکتا ہے۔ کہ اس انعامی مضمون کے اعلان سے نہ سُنّی دُنیا مردہ ہو گئی ہے۔ اور نہ اس کی موت کا اعلان کر دیا گیا ہے............ مضمون کا مقصود بطور مبالغہ اس امر کی طرف توجہ دلانا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب معلوم کئے جائیں"

اگر "مدینہ" "سُنّی دُنیا کیوں مردہ ہو گئی ہے" کا مفہوم بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اور اسے مقصود "مبالغہ" قرار دیتا ہے۔ تو وُہ اتنا ہی بتا دے۔ صفحۂ عالم کے کس حصہ میں "سُنّی عقائد" پر پوری طرح عمل کرنے والے موجود ہیں۔ اور کیا مصطفٰے کمال۔ اور ابن سعود جنہیں سُنّی دُنیا کی زندگی کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے "سُنّی عقائد" رکھتے ہیں۔

اگر ان عقائد پر عمل کرنے والے موجود نہیں۔ تو سُنّی دُنیا کے مُردہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر اقبال کی اپیل پر ایک غیر مسلم کا علمی تبصرہ

اخبار سٹیٹسمین کلکتہ کے مدیر کے نام کسی مسٹر اے ڈین شاہ نے ایک مراسلہ بھیجا۔ جو سٹیٹسمین میں درج ہو چکا ہے۔ ذیل میں اس کا ترجمہ دیا جاتا ہے:۔

ڈاکٹر اقبال نے اپنی اپیل میں مذہبی موضوع کو سیاسی بازیگاہ میں لانے کی کوشش کی ہے اس پر آپ کا مقالہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی مبصرانہ تلخ نوائی کے مقابلے میں قابل تحسین اعتدال کا مظہر ہے۔ وہ لوگ جنہیں ڈاکٹر موصوف سے عقیدت ہے۔ اور ان کے جوہر خداداد کے ثنا خواں ہیں۔ انہیں یقیناً افسوس ہوا ہوگا۔ کہ اس نوع کی بحث کو انہی بین الاقوامی شہرت سے مدنی کرنے کی کوشش کی ہے۔ غیر مسلم طبقہ شاید اس سے اتفاق کرے۔ کہ سر محمد اقبال ان تمام واقعات کا جو اسلام کی وحدت ملی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ محاسبہ کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کے پرزور دلائل کے سیاسی پہلوؤں کا تعلق ہے۔ آپ نے بہت غیر جانبدارانہ طریق سے پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ مسلمانوں کے اس مذہبی اختلاف پر جس سے مسلمانوں کی حیات ملی میں دور رس اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مجھے مزید روشنی ڈالنے کی خواہش نہیں۔ اور نہ ہی میں اس سیاسی گورکھ دھندے میں الجھنا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد علمی ہے۔ جس کا انحصار صرف دو اصول پر ہے۔ اول وہ مجوسی نظریہ جس کے ساتھ سر اقبال نے احمدیت کو وابستہ کیا ہے دوم بحیثیت ایک مذہبی محقق کے مجھے لنکا میں تحریک احمدیت کا بغور مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے اور ایک دفعہ ان کے جلسۂ عام کی صدارت کا فخر بھی حاصل ہوا۔ ایک غیر مسلم سے ان کا یہ رویہ مذہبی رواداری کا بہترین آئینہ دار ہے۔

مجوسی ثقافت لازمی طور پر دین زرتشت سے متعلق ہے۔ گو دونوں ایک نہیں۔ بعض کے خیال میں یہ تثلیث و یہودیت دونوں پر ساری و طاری ہے۔ کیونکہ مؤخر الذکر ادیان کی نمایاں خصوصیات مجوسی کلچر سے ہی ماخذ ہیں۔ میں ایک مثال دیکر اسے اور واضح کر سکتا ہوں۔ دور حاضر کی مذہبی تحقیقات اسے مزید تقویت بخشتی ہے۔ کہ دوزخ و بہشت۔ وحدت وجود اور جزا سزا کا مرکزی تخیل جو یہودیت۔ عیسائیت اور اسلام کا مشترکہ تخیل ہے۔ اس کا سرچشمہ دین زرتشت ہی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا یہ حقیقت مختلف ادیان مذکورہ بالا کی عظمت میں سد راہ ہو سکتی ہے۔ خود ڈاکٹر صاحب موصوف نے بھی اشارہ کیا ہے۔ کہ مجوسی تمدن کا انحصار نسلی خیالات پر تھا۔ حقیقت میں مجوسی قدیم آریاؤں ہی کی ایک شاخ ہیں۔ اور اگر ان کا کلچر سیمٹک قوم پر اثر انداز ہوا۔ تو اسکی وجہ مجوسی کا عمیق روحانی تصوف ہے۔ وہی مجوسی جو حکیمان مشرق کے نام سے مشہور ہیں۔ اور جو بائبل کے توسط سے مذہبی دنیا سے متعارف ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی شکایت کا لب لباب یہ ہے کہ قادیانیت کی بنیاد چونکہ مجوسی اصول پر استوار کی گئی ہے۔ اس لئے یہ اتحاد ملت کے لئے زہر قاتل ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے۔ جس کو آپ نے نرم مگر صاف پیرائے میں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

مزید براں میں اور ثبوت دے سکتا ہوں۔ کہ مسلم لٹریچر نے کہاں تک ایرانی اثر قبول کیا۔ روسی فاضل Inostranzev کی تحقیقات خاص طور پر واضح کرتی ہے۔ کہ ایرانی عنصر تاریخ اسلام میں خارجی اور داخلی طور پر بیش از پیش پایا جاتا ہے اور جہاں تک تحریک احمدیت کا تعلق ہے۔ علامہ اقبال کی عدم رواداری کی حجت بہت ادق اور انسانی ادراک سے بالا ہے۔ اس میں تو مطلق شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ اس تحریک کا انحصار یقینی طور پر رسول عربی (صلے اللہ علیہ وسلم) اور قرآن مجید پر ہے۔ اور ان لوگوں کو تو اس میں ذرا بھی کلام نہیں جن کو میری طرح احمدیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ سچ ہے۔ کہ اس تحریک کا ابتدائی مدارج میں غیر مسلموں سے تصادم ہوا۔ اور حکومت کو ناگوار حالات کو رفع کرنے کے لئے اپنا اثر استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ دلیل ہے احمدیوں کے جوش اسلامی کی۔ علیٰ ہذا القیاس مسئلہ اجرائے نبوت بھی جس کو علامہ اقبال نے اسلام کے لئے طوفانِ مصائب قرار دیا ہے۔ قادیان نے اس مسئلہ کی صداقت کو نصوص قرآنیہ کی روشنی میں واشگاف کر دیا ہے اگر یہ جماعت اپنا پیغام سب مسلموں اور غیر مسلموں تک پہنچانے کی مدعی ہے۔ تو بھی یہ مقصد سر اقبال کے اپنے ہی فریضے سے ہم آہنگ ہے کہ اسلام اقوام گیتی کو متحد کرنا چاہتا ہے۔

ایک مذہب میں فروعی اختلافات کے بدنتائج کو سمجھنا سہل امر ہے۔ جن کے بھیانک اثرات سے دنیا کا کوئی مذہب نہیں بچ سکا۔ احمدیت کے تاریخی وجود کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا امر دیگر ہے۔ اس بارے میں سر محمد اقبال کے فریضے کو تسلیم کرنا روم کے وقار کی خاطر تاریخ انگلستان پر ریفارمیشن کے اثرات کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ ان چند سالوں میں سلسلہ احمدیہ نے جس روحانی اور جماعتی نشاۃ ثانیہ کا مظاہرہ کیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اس لئے نتیجۃً ہر ایک صفا باطن انسان یہ امید کر سکتا ہے۔ کہ ہندوستان کے پرستاران توحید احمدیوں کے اسلام کے اندر اور اسلام کی خاطر ایک نئی تحریک کے اجراء کی ضرورت پر صف ماتم نہیں بچھائینگے۔ برعکس اس کے قادیان جیسی جماعت کی تاریخی زندگی کو کبھی اور کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

احراریوں کو ابھی تک سچا رہبر نہیں ملا

مسلمانوں کی پستی اور انحطاط پر اہل الرائے عرصہ سے خون کے آنسو بہاتے چلے آ رہے ہیں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے تجاویز بروئے کار لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر باوجود اس کے مسلمان من حیث القوم درماندہ اور مدہوش پڑے ہیں۔ اور جب ہوش آتا ہے۔ تو بدمستوں کی طرح آپس میں لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔ واقعات اس بات کے گواہ ہیں۔ کہ آج مسلمانوں کی قوتیں بجائے کسی مفید اور تعمیری پروگرام پر خرچ ہونے کے آپس کی تخریب میں خرچ ہو رہی ہیں۔ احساسات اسقدر مر چکے ہیں۔ کہ اپنی تباہ حالی پر مرثیہ خواں ہونے کے باوجود اس تباہی سے بچنے کی فکر نہیں کرتے۔

مسلمانوں کا یہ دور جمود پہلے ہی کچھ کم افسوسناک نہ تھا۔ کہ احراری اب رہے سہے اسلامی اخلاق کو بھی مٹا دینے پر تل گئے۔ اور وہ تمام رذائل انہوں نے اختیار کر رکھے۔ جو اخلاق سے عاری انسان اختیار کر سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ مسلمان جو پہلے ہی نااتفاقی کا شکار تھے۔ بغض و عداوت کی بھڑکتی ہوئی بھٹی بن گئے ہیں۔ اور اسکا انہیں خود اعتراف ہے۔ چنانچہ حال ہی میں امرتسر میں شیخ صادق حسن صاحب بیرسٹر کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا۔ جسمیں مسٹر عزیز ہندی نے تقریر کرتے ہوئے بالفاظ "احسان" مسلمانوں سے کہا:۔

"اگر آج وہ متحد ہو جائیں۔ تو ہر طرف سے فتح نصیب ہو سکتی ہے۔ آج ڈاکٹر کچلو ایک طرف مولانا قریشی دوسری طرف۔ مجلس احرار اور ہی طرف مسلم لیگ اور دیگر اسلامی انجمنیں اپنا اپنا ڈھول پیٹ رہی ہیں۔ اور علیحدہ علیحدہ کھچڑی پک رہی ہے لیکن دراصل مسلمانوں کو سچا رہبر نہیں ملا۔ اس لئے آؤ۔ اور ہر ایک گلی کوچہ میں جلسہ کر کے انجمنیں قائم کرو۔ اور ان کا ایک مرکز بنا کر کام کرو"۔

(احسان ۱۵ مئی)

مسٹر عزیز ہندی نے جو کچھ کہا۔ اس کی صحت میں کلام نہیں۔ مسلمانوں کی نااتفاقیاں حد اعتدال سے گذر چکی ہیں۔ جن کی وجہ یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو سچا رہبر نہیں ملا لیکن سچا رہنما گلی کوچوں میں جلسے کر کے انجمنیں قائم کرنے سے نہیں مل سکتا۔ اسے خدا تعالےٰ ہی بھیج سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے بھیج دیا۔ جب تک مسلمان اسے قبول نہ کریں گے۔ کبھی ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہ اوہام کے جنگلات میں سرگردان پھرتے اور بھٹکتے رہے تو ان کے حصہ میں بجز خسران و تباب کے اور کچھ نہ آئیگا۔

کارکنان تبلیغ جماعتہائے احمدیہ

(۱) ٹریکٹ نمبر ۱۳ موسومہ "پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار" دس ہزار کی تعداد میں طبع ہو کر مفت اشاعت کے لئے جماعتوں کو بھیجا جا چکا ہے۔ پوری کوشش سے احباب کے ذریعہ اسکی اشاعت وسیع پیمانہ پر کرانے کا انتظام کریں۔ نظارت دعوت و تبلیغ نے اسکا فرمہ محفوظ رکھوایا ہوا ہے۔ جن کارکنان تبلیغ کو زیادہ تعداد میں اسکی اشاعت مطلوب ہو۔ وہ جلدی اطلاع دیں۔ تا مزید اسے چھپوایا جائے۔

ایسے آرڈر چودھری اللہ بخش صاحب احمدی پرنٹر کو براہ راست بھی بھجوائے جا سکتے ہیں۔ اور وہ ان کی تعمیل اڑھائی روپے ہزار کے حساب سے کریں گے۔

(۲) ایک اور ٹریکٹ چوبیس صفحے کا نظارت دعوت و تبلیغ نے چھپوایا ہے۔ کارکنان تبلیغ نظارت سے خط و کتابت کر کے یہ بھی حاصل کریں۔ اور جب ہدایت اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے بیان پر نظر

(۲)

(از جناب حقانی حکوانی - ایم - اے)

علامہ ڈاکٹر سر اقبال نے فرمایا ہے:-
"مختلف اسلامی فرقوں کے باہمی مناظرے اسلام کے اہم اساسی اصول پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ جن پر تمام فرقے اپنے تمام اختلافات اور ارتداد و الحاد کے فتووں کے باوجود متفق اور متحد ہیں۔" (احسان)

علامہ موصوف نے اپنے بیان میں سوائے ختم نبوت کے اور کسی اصل کا صراحتاً ذکر نہیں فرمایا۔ آپ کے نزدیک "اسلام کی وحدانیت ختم نبوت کے عقیدہ ہی پر مبنی ہے۔" اور آپ اس کو "ثقافت کی تاریخ میں غالباً سب سے پہلا اچھوتا عقیدہ" قرار دیتے ہیں۔ جہاں تک اس کے اچھوتے پن کا تعلق ہے۔ "الفضل" میں معقول جواب آ چکا ہے۔ میں علامہ موصوف کی ایک فاش علمی غلطی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں:-

مجوسی ثقافت اور ختم نبوت

ڈاکٹر صاحب نے اپنا بیان اسی انداز سے شروع کیا ہے۔ گویا مجوسی ثقافت۔ اور اجرائے نبوت کا عقیدہ لازم و ملزوم ہیں حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ جن اقوام کی ثقافت کو آپ مجوسی ثقافت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ سب کی سب ختم نبوت کا عقیدہ رکھتی ہیں۔ یہود کے نزدیک حضرت موسےٰ علیہ السلام پر نبوت ختم ہو گئی۔ اور انہیں ایک بڑے نبی کی انتظار ہے۔ جو دین موسوی کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھائے گا۔ اور تمام دنیا پر یہودی حکومت قائم کرے گا۔ اسی طرح عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے قائل ہیں۔ نہ کہ کسی نئے نبی کی آمد کے۔ زرتشتی بھی فرزندانِ زرتشت کی راہ دیکھتے ہیں۔ جو دین زرتشت کی ترویج و اشاعت کریں گے۔ نہ کہ نئی نبوت کی بنیاد رکھیں گے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

خلاصہ مطلب یہ کہ مجوسی ثقافت کی امتیازی خصوصیت ختم نبوت کا عقیدہ ہے نہ کہ اجرائے نبوت کا۔ ان تمام اقوام کے نزدیک ان کا رسول آخری رسول ہے جس کے بعد سلسلۂ نبوت منقطع ہو چکا۔ اور اگر انہیں کسی شخص کی آمد کا انتظار ہے۔ تو محض اس لئے کہ ان کے رسول کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ اور اس قوم کو تمام دنیا کا حکمران بنا دے۔ پس علامہ موصوف کا ختم نبوت کے عقیدے کو اچھوتا بتانا نہ صرف تاریخی طور پر غلط ہے۔ بلکہ یہ ان اقوام کا عقیدہ ہے۔ جن کی ثقافت انہیں لرزہ براندام کئے ہوئے ہے:-

علامہ اقبال اور ختم نبوت

افسوس ہے۔ میں اس جگہ ان تمام "ما بعد الطبیعاتی" اور "علمیاتی" نظریات پر بحث نہیں کر سکتا جن کی بنیاد پر علامہ موصوف نے ختم نبوت کے عقیدے کی عمارت کھڑی کی ہے میں اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب کی کتاب "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" Reconstauelion of Religion's Thougt in Islam سے صرف ایک عام فہم دلیل اپنے الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

آپ کے نزدیک نبی گویا اس "صوفیانہ شعور" رکھنے والی ہستی کا نام ہے۔ جو کائنات کی "حقیقت" سے "بحیثیت مجموعی" آشنا ہوتی ہے۔ اور اپنی "انفرادیت" و "محدودیت" کی حدود کو توڑتی ہوئی حیاتِ اجتماعی پر اس طرح چھا جاتی ہے۔ کہ وہ نئے رنگ و نئے انداز میں کارزار مکان و زمان میں جلوہ فرما ہوتی ہے۔ ایک صوفی اور نبی میں یہ فرق ہے کہ صوفی "مشاہدۂ ذات" میں ایسا محو ہوتا ہے۔ کہ اسے "معراج حقیقت" سے اتر کر میدانِ آب و گل میں آنے کی ہوش ہی نہیں رہتی۔ برخلاف اس کے نبی قلب کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر کر اور "حقیقت عالم" سے "قوت و اقتدار" پا کر میدان عمل میں گامزن ہوتا ہے۔ قدیم کو مٹاتا۔ اور زندگی کی نئی شاہراہیں کھولتا ہے:-

"حقیقت عالم" یا خدا سے تعلق کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ بذریعہ وحی۔ لیکن قرآن حکیم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ "وحی" انسان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ دنیا کا ہر ذرہ اس فیض سے فیضیاب ہے۔ ایک ننھا پودا جو وسعت مکانی میں اپنی شاخیں پھیلاتا ہے۔ ایک حیوان جو جہد للبقا کی کشمکش میں نئے ماحول کے مناسب حال عضو سر نو وجود میں لاتا ہے۔ اور ایک انسان جو زندگی کی مخفی گہرائیوں سے نور حاصل کرتا ہے۔ سبھی اسی خزینہ قدرت کے رہین منت ہیں۔ ہاں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ "مے زندگی" ہر ظرف کے مناسب حال شکل اختیار کرتی ہے۔ اور ہر "رند" اپنے کام و دہن کے لحاظ سے ہی کیفیات سے حظ اندوز ہوتا ہے:-

"انسانیت کے عہد طفلی میں عقل و شعور ترقی کی اس منزل تک نہیں پہنچا تھا۔ جہاں "عقل تجربہ دوست" "شعور عقل ناشناس" سے بے نیاز ہو جاتی ہے۔ عہدِ قدیم میں انسانی عقل کو بچوں کی طرح سہاروں کی ضرورت تھی۔ انسان اس امر کے محتاج تھے۔ کہ انہیں بنے بنائے اخلاقی قانون اور زندگی کی شاہراہیں بنا دی جائیں۔ جہاں وہ بلا چون و چرا "تفکر و اختیار" کی کشمکشوں میں مبتلا ہوئے بغیر چلتے جائیں لیکن . . . .

آخر وہ وقت آ گیا۔ کہ "عقل تجربہ دوست" نے اپنا تسلط جما لیا۔ اور "ذوق اضطراریہ" کو حلقۂ غلامی پہننا پڑا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مجمع البحرین ہے۔ "جوئے عشق" اور "جوئے عقل" کا اتصال ان کی ذات مبارک میں ہوا۔ اور قرآن حکیم کی شکل میں نمودار ہوا۔ وحی قرآن عقل استقرائی کے تقاضوں کو پورا کرتی بلکہ اس امر کی تلقین کرتی ہے۔ کہ اب اسی کو اپنا راہبر بناؤ۔

"اسلام کی پیدائش . . . . ذہن استقرائی کی پیدائش ہے۔ اسلام میں نبوت اپنے آپ کو منسوخ کرنے کی ضرورت کے دریافت کرنے میں اپنی تکمیل کو پہونچی ہے اس مسئلہ ختم نبوت میں یہ تلقین کار فرما ہے۔ کہ کاروانِ حیات ہمیشہ کے لئے نکیلوں سے وابستہ نہیں رکھا جا سکتا۔ "شعور کلی" کے حصول کے لئے ضرورت ہے کہ انسان کو بالآخر اپنی استعدادوں پر چھوڑ دیا جائے اسلام میں پاپائیت اور موروثی ملوکیت کی تنسیخ قرآن حکیم میں عقل و تجربہ پر مسلسل اپیل اور اس کا "فطرت" اور تاریخ کے انسانی علوم کا ماخذ ہونے پر زور دینا یہ تمام ختم نبوت کے تخیل ہی کے مختلف پہلو ہیں

سادہ الفاظ میں خلاصہ دلیل

"جس طرح نباتاتی اور حیوانی زندگی میں عقل و شعور اس منزل پر نہیں پہونچا۔ جہاں سے وہ "وحی خفی" کی مدد کے بغیر نشوونما پا سکیں اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی ذاتِ مبارک کی آمد سے پہلے انسانیت کی عقل و تدبیر اتنی تربیت یافتہ نہیں ہوئی تھی۔ کہ بغیر رہنما و "تکمیل" کے زندگی کے مراحل طے کر سکے۔ اپنے قدرت نے اختصار کو کام میں لاتے ہوئے انبیاء بھیجے۔ تا کہ وہ انہیں بنے بنائے اصول و قوانین بتا دیں۔ جن کی روشنی میں وہ منازلِ زندگی طے کر سکیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ ایک طرف تو زمانۂ قدیم سے تعلق رکھتی ہے یعنی علوم ظاہری و باطنی کا منبع وہی پرانا یعنی وحیٔ رسالت ہے۔ لیکن دوسری طرف اس کا عہدِ جدید سے یوں تعلق ہے۔ کہ وحیٔ قرآنی عقل و تجربہ و مشاہدہ پر زور دیتی ہے۔ اور "خودی" کی تربیت کا سبق سکھاتی ہے۔ کہ خود غور و فکر کر کے کائنات کے رموز و اسرار دریافت کرو۔ اب انسانیت اس درجہ پر پہونچ گئی ہے۔ کہ اس کی نکیلیں توڑ دی جائیں۔ اور اسے گلستان علم میں خوشہ چینی کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ یہی حکمت ہے اس امر میں کہ اسلام میں پاپائیت و خود مختار موروثی ملوکیت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ "وحی و الہام" سرے سے ہی مفقود ہو گئے ہیں۔ مشاہدہ گواہ ہے۔ کہ یہ حقیقت لا مرجع فرق صرف اتنا ہے۔ کہ ختم نبوت کے عقیدے سے اس "تجربہ" کے متعلق ہمارا انداز نگاہ بدل جاتا ہے یہ عقیدہ ایک آزادانہ ناقدانہ نگاہ پیدا کرنے میں مدد و معاون ہوتا ہے۔ اور ہم پر اس شخص کی پیروی لازم نہیں رہتی۔ جو "خارق العادت مشاہدہ" کی بنا پر اپنی ذات کو قابل اطاعت بتاتا ہو۔ اس تمام ذاتی اقتدار کا جو اپنی بنیاد مافوق العادت تجربہ پر رکھتا ہے اب انسانی تاریخ میں خاتمہ ہو گیا ہے۔ جس طرح قدرت کی مختلف طاقتوں کو دیوتا ماننے کی وجہ سے لوگ آزادانہ قدرت کی تسخیر اور اس کے اسرار سربستہ کے کھولنے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح الہام و وحی کی کیفیات کا علمی مطالعہ اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک اس اقتدار کو مٹا نہ دیا جائے۔ جو اپنی قوت مافوق القدرت ماخذ بتا کر حاصل کیا جاتا ہے:-

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم نبوت کا عقیدہ بیان فرما کر اور ابن صیاد کی انفسیاتی کیفیات کا خود مطالعہ کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ اب اس کو دیگر منبع ہائے علوم کی طرح سمجھنا چاہئیے۔ اور اسے کوئی خرق عادت اہمیت نہیں دینی چاہئیے۔ ملہم کے الہامات علمی معیار پر پرکھے جانے چاہئیں اور اس کی ذات کو مقتدا ماننے کی ضرورت نہیں:-

اس دلیل کی سطحیت ظاہر ہے۔ مگر میں ڈاکٹر صاحب کے تعزز و تفاخر پہلے جن پر ان کی دلیل کی بنیاد ہے۔ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ ڈاکٹر صاحب کی ذہنی کاوشیں ان کے لئے جانسے بے روبال بنکر رہ گئی ہیں سو وہ ایک تذبذب کے عالم میں ہیں۔ ایک طرف تو وہ اس بات کے لئے بے قرار نظر آتے ہیں کہ مذہب کی ضرورت کو یورپین پبلک پر واضح کریں۔ اس لئے وہ الہام و وحی کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت پر دلائل لاتے ہیں سو دوسری طرف ان کی ارادی طبع کسی مقتدا کے دامن سے وابستہ ہونے سے مانع ہے۔ وہ خود اپنے کلام میں کئی بار اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں۔ کہ عقل و عشق کی پیکار انہیں پریشان حال رکھتی ہے۔

خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے۔
خرد بیزار دل سے دل خرد سے (بال جبریل)

ختم نبوت کے متعلق ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں۔ صاحب شریعت و غیر شرعی۔ صاحب شریعت نبی کتاب و نئی شریعت لاتے ہیں۔ ان کے بعد جب قوم ان کی شریعت کو اپنی عقل نارسا کے باعث غلط رنگ دے لیتی ہے۔ تو ایسے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔ جو ان کوتاہ فہمیوں پر حقیقت اصلی واضح کر دیتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسےٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے۔ جب یہود نے ان کی تعلیمات کو بگاڑ دیا۔ تو خداوند تعالےٰ نے پے در پے بنی اسرائیل میں انبیاء مبعوث کئے جو لوگوں کو شریعت موسوی پر چلاتے تھے۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم صاحب شریعت نبی ہیں۔ اور آپ کی شریعت کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ کہ وہ مکمل اور اتم ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم کے بعد کسی نئی کتاب کی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ یہ خطرہ ہر وقت لاحق ہے۔ کہ کینہ پرور علماء اور کور چشم فلاسفر تعلیمات ربانی کو بگاڑ نہ دیں (جیسا کہ قرون وسطےٰ میں یونانی فلسفہ کے اثر کے ماتحت کیا گیا) اس لئے خدا تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جہاں ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ وہاں ایک نبی اللہ کے آنے کی بھی بشارت دی۔ یہ نبی ایک امتی نبی ہوگا۔ جو ایمان کو ثریا سے اور قرآن کو آفاق سے لائے گا۔ اور تجلیات الٰہیہ سے کور چشموں کو بصیرت بخشے گا۔

دراصل ڈاکٹر صاحب کو عام مسلمانوں کی طرح یہ غلطی لگی ہے۔ کہ ہر نبی کا صاحب کتاب و صاحب شریعت ہونا لازمی ہے۔ ورنہ میرا خیال ہے جس قسم کی نبوت کے اجراء کے ہم قائل ہیں۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کو معناً کوئی اختلاف نہیں۔ گو تقاضا جہلا کے خوف سے وہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ کریں۔ اس دعوے کا ثبوت مندرجہ ذیل سطور میں ملیگا۔

اجرائے نبوت اور ڈاکٹر صاحب

علامہ موصوف نے دسمبر ۱۹۳۲ء میں ارسطو سوسائٹی لندن میں ایک مقالہ بعنوان "کیا مذہب ممکن ہے" پڑھا تھا۔ میں اس مقالے سے صرف دو باتیں بطور مبادیات پیش کرنا چاہتا ہوں مذہب کے امکان کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے۔ ہر ملک و ہر زمانہ میں ماہرین مذہب کا ایمان رہا ہے۔ کہ ایسی ہستیاں پائی جاتی ہیں۔ جن کی "باطنی قوتیں" اس قدر بیدار ہوتی ہیں۔ کہ وہ "حقیقت سے براہ راست تعلق پیدا کر لیتی ہیں اور ان کا یہ "باطنی شعور" انسان کے تمام سطور سے قریب ہی ہوتا ہے۔ یہ "بلند مقام تجربہ" اپنی گود میں علم و عرفان کی دنیا لئے ہوئے ہے۔ اور "عام شعور انسانی" سے کسی طرح کم قابل اعتبار نہیں اگر یہ ثابت ہو جائے۔ تو مذہب کا امکان ثابت ہو جاتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر علامہ موصوف کے نزدیک مذہب کا امکان صاحب تجربہ لوگوں کی ذات سے وابستہ ہے۔ بغیر الہام کے مذہب مردہ ہے۔ اور بغیر ملہم کے کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ نے ایک صوفی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ قرآن حکیم سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ جب تک قلب مومن پر اسی طرح نازل نہ ہو جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا تھا گویا آپ کے نزدیک مذہب کا امکان الہام و وحی سے وابستہ ہے۔ اور اسلام کا احیاء ایسے شخص سے ہی ممکن ہے۔ جو اسرار قرآنی سے واقف ہو۔ اور یہ ممکن نہیں۔ جب تک اس کا قلب مورد وحی نہ ہو۔

جہانتک شرعی نبوت کے ختم ہونے کا تعلق ہے۔ ہم ڈاکٹر صاحب سے متفق ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے سامنے بھی احیاء اسلام کا مسئلہ درپیش ہے اور ہمارے سامنے بھی۔ ان کے نزدیک بھی بغیر صاحب الہام کے یہ ممکن نہیں۔ اور ہمارے نزدیک بھی۔ حیرت ہوتی ہے۔ کہ باایں ہمہ اتحاد و اتفاق ڈاکٹر صاحب احمدیت سے اس قدر کیوں خفا ہیں۔ آپ مرد حق کی تلاش کی تصاریح کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ کہیں وہ بات تو نہیں جو مندرجہ ذیل اشعار میں آپ نے بیان کی۔

ترسم از عصرے کہ تو زادی دراں
در بدن غرق است و کم داند زجاں
چوں چنیں از قحط جاں ارزاں شود
مرد حق در خویشتن پنہاں شود

درنیابد جستجو آں مرد را
گرچہ بیند روبرو آں مرد را
(جاوید نامہ)

یا کہیں درقابت کا جذبہ تو کار فرما نہیں جو مندرجہ ذیل شعر سے مترشح ہوتا ہے:۔

گرنیابی صحبت مرد خبیر
از اب وجد آنچہ من دارم بگیر

کیا آپ کو بھی ایک ملہم کی طرح اسرار قرآنی سے واقف ہونے کا تو دعوےٰ نہیں۔ کیا جس طرح بقول نامہ نگار "احسان" علامہ مشرقی مہدی بننے کی طیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ بھی اسی کشتی میں سوار ہونے کی تمنا تو نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر صاحب کے سامنے تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ و احیائے ملت اسلامیہ کے مسائل درپیش ہیں۔ اور یہ بغیر فہم قرآن ممکن نہیں۔ علماء کے متعلق تو آپ کی رائے ہے:۔

بے نصیب از حکمت دین نبی
آسمانش تیرہ از بے کوکبی
کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد
ملت از قال و اقولش فرد فرد
مکتب و ملا و اسرار کتاب
کور مادر زاد و نور آفتاب
(جاوید نامہ)

دین کافر فکر و تدبیر جہاد
دین ملا فی سبیل اللہ فساد

سوائے مرد حق احیاء اسلام ممکن نہیں۔ اور

مرد حق از کس نگیرد رنگ و بو
مرد حق از حق پذیرد رنگ و بو

ملہم و مامور کی شناخت کا طریق

آپ کا یہ خیال درست ہے۔ کہ بے شمار لوگ ملہم و مامور ہونیکا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ ہم ہر شخص طالع آزما کو کس طرح مان لیں۔ ڈاکٹر صاحب! اگر آپ برا نہ مانیں تو عرض کروں۔ کسی زمانہ میں کسی نبی کو بھی بغیر علمی و عملی معیاروں پر پرکھے کے نہیں مانا گیا اور نہ ماننا چاہئے تھا۔ ہر زمانہ میں مفتری علی اللہ ہوتے رہے ہیں۔ جس طرح علوم ظاہری میں سچ جھوٹ کی تمیز کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح یہاں بھی جیسا علوم ظاہری میں چند جہلا کی وجہ سے علماء حقیقی کا انکار کرنا مناسب نہیں۔ ویسا ہی چند کاذب مدعیان نبوت کے باعث صادقوں کا انکار کرنا عقلمندی نہیں۔ محض مکار لوگوں کے وجود کے خدشہ سے باب نبوت کو بند کرنا کوتاہ بینی ہے۔ حقیقۃً جب تک عہد حاضر میں بھی کوئی وحی الٰہی کا حامل نہ ہو۔ اور وہ علمی و عملی معیاروں پر پورا نہ اترے انبیاء گذشتہ کے متعلق بھی دل شکوک و شبہات سے پاک نہیں رہ سکتے۔ کیوں نہ ہم حضرت مرزا صاحب کی وحی کو آپ کے پیش کردہ معیاروں پر پرکھ لیں۔ "تشکیل جدید" میں آپ نے وحی کی حقیقت پر جو دلائل پیش کئے ہیں ان میں سے میں اس وقت صرف دو سے بحث کرونگا۔

اوّل:۔ خیال ہو سکتا ہے کہ کشف و الہام انسان کی اپنی ہی نفسیاتی کیفیات کا نتیجہ ہوں۔ اور کسی بیرونی ہستی یعنی خدا کا اس میں دخل نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہر روز ہم اپنے ماسوا دوسری باشعور ہستیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ ہم کس طرح جانتے ہیں کہ وہ عقل و شعور رکھتی ہیں؟ بلاشبہ جواب ہی باشعور ہستی کے وجود کی دلیل ہے۔ اور قرآن حکیم نے بھی یہی نظریہ پیش کیا ہے۔ ...... اذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان" گویا استجابت دعا آپ کے نزدیک قطعی ثبوت ہے اس امر کا کہ مدعی الہام اپنے دعوے میں صادق ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی استجابت دعا پر بے حد زور دیا ہے۔ اور تمام دنیا کے مشائخ کو چیلنج دیا ہے۔ کہ وہ آئیں۔ اور اس امر میں مقابلہ کر دیکھیں۔ اور دہریوں کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ ان کی صحبت میں رہ کر خدائی قدرت کے کرشمے دیکھیں

دوم:۔ آپ نے عملی معیار پیش کیا ہے۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں خود کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ احمدیت کی مخالفت کی بنا یہی ہے۔ کہ یہ درخت ایسا پھلا پھولا ہے کہ تمام اکناف عالم میں اس کی شاخیں پھیل گئی ہیں اور یہ ایسے پھل لایا ہے۔ کہ دنیا کی تمام دکانیں پھیکی پڑ گئی ہیں۔ اور لوگ جوق در جوق ان ثمرات شیریں کے لئے بیقرار دوڑے آتے ہیں۔

علامہ اقبال کیسے مہدی کے منتظر ہیں

اس سے صریحاً ثابت ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ہی مرد حق ہیں۔ مگر جیسا کہ علامہ اقبال خود لکھتے ہیں جب انسان کے قلب پر مادیت کا غلبہ ہوتا ہے تو

درنیابد جستجو آں مرد را
گرچہ بیند روبرو آں مرد را

واقعہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ علامہ اقبال عام مسلمانوں کی طرح اس شخص کو مہدی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ جو اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ گویا "زر و دولت" کی حرص کی آلائش نے ان کے شیشۂ دل کو مکدر کر دیا ہے۔ اور وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ یہودیوں نے بھی حضرت مسیحؑ کا انکار اسی بناء پر کیا تھا۔ کہ وہ ایک غریب انسان ہے۔ اور ہمیں تو یہودیوں کے بادشاہ کی انتظار ہے۔ افسوس ہے علامہ اقبال حضرت مسیح علیہ السلام کی نصیحت کو بھول گئے۔ کہ تم پہلے خدا کی بادشاہت تلاش کرو پھر دنیا کی تمام نعمتیں خود بخود تمہارے قدموں میں کھنچی چلی آئینگی۔ حیرت تو یہ ہے۔ کہ علامہ اقبال نے خود یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ مگر بروقت بھول گئے ہیں۔ کہ مرد حق

اول اندر نار خود سوزد ترا
باز سلطانی بیاموزد ترا

پہلے تن خاکی میں جان پیدا کرنیکی ضرورت ہے پھر

مُجھاں مستعار پھونکا جاسکتا۔ اور اس کی خاکستر پر نئے جہاں کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

میرا ڈاکٹر صاحب کے متعلق وہی خیال ہے۔ جو انکا نطشہ حکیم المانوی کے متعلق ہے۔ یعنی

قلب او مومن دماغش کافر است

آپ نطشہ کی ناکامی کا رونا روتے ہوئے فرماتے ہیں

کاشش بودے در زمانِ احمدے

تا رسیدے بر سرورِ سرمدے

احمد سے آپ کی مراد حضرت شیخ احمد سرہندی ہیں۔ وائے قسمت یہاں تو ایک احمد بھی موجود تھا۔ مگر تن کی ارزانی نے جانِ احمد کے دیدار کی توفیق نہ دی۔ اب بھی وقت ہے۔ گرد تن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اور اس نگاہ سے جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے"

مجدد دوراں کو بھی دیکھ لیں۔ اگر مجدد الف ثانی نطشہ کے رہبر بن سکتے تھے۔ تو مہدیٔ زماں آپ کی ہدایت کیوں نہیں کر سکتا۔ گھبرائیے نہیں مہدی "نارِ خودی میں جلا کر جہانبانی بھی سکھلا دیگا۔ مگر اس کے لئے صبر و استقلال اور زہد و اتقاء کی ضرورت ہے۔

رواداری

آپ نے قومی وحدت کے نام پر عدم رواداری کی جو تلقین کی ہے۔ وہ حیرت انگیز ہے۔ جہانتک قومی وحدت کا تعلق ہے۔ وہ

دینِ ملّا فی سبیل اللہ فساد

سے ہی ظاہر ہے۔ باقی رہا انتشار کا خوف۔ اسکے متعلق تو آپ خود فرماتے ہیں۔ الہام ایک نُیا بنا دینے والے عمل کی شکل میں ظہور پذیر ہوا کرتا ہے۔

جانِ بیدارے چو زاید در بدن
لرزہ ہا افتد دریں دیرِ کہن

اور

آفریند کائنات دیگرے
قلب را بخشد حیاتِ دیگرے

مجھے آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھکر بے انتہا حیرت ہوئی "میں راسخ العقیدہ ہندوؤں کے اس مطالبہ کو کہ آئندہ آئین میں مذہبی اصلاحات کے تحفظ کا بندوبست کیا جائے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں بلاشبہ یہ مطالبہ سب سے پہلے مسلمانوں کی طرف سے پیش ہونا چاہئے تھا"۔ (احسان)

حالانکہ اس کے بالعکس آپ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ میں فرما چکے ہیں۔ کہ "مذہب میں قدامت پرستی اتنی ہی بُری ہے۔ جتنی کہ زندگی کے اور شعبوں میں یہ ایغو (Ego) کی تخلیقی آزادی کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور تازہ روحانی جولانیوں کے راستے مسدود کر دیتی ہے"۔

ڈاکٹر صاحب فلسفہ خودی کے علمبردار اور حلاج کے زبردست مداح ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کی صف میں شامل ہونے کی تیاریاں تو نہیں ہو رہیں کیونکہ علامہ اقبال نے اکبر کے جو اشعار پیش کئے ہیں ان میں مریخا حلاج کے عقیدہ کا ذکر ہے۔

کہیں ایسی آزادیاں تھیں میسّر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

شائد علامہ موصوف کو ڈر ہے کہ کہیں حلاج انہیں پکڑ کر اپنی صف میں شامل کرنے سے انکار نہ کر دیں کہ "کے گذشتہ نشد از قبیلۂ ما نیست"۔ (جاوید نامہ)

کیا یہ حکم دیگر کہ

بخود نگر پئے تخلیقِ خودی شو
انا الحق گو و صدیقِ خودی شو (زبور عجم ص ۲۳۸)

پھر وہی حلاج کی رسم تازہ تو نہیں کرنا چاہتے آپ کو حسرت ہے کہ نطشہ پادریوں کے ہاتھ سے بچ نکلا۔

بود حلاّجے بشہرِ خود غریب
جاں ز ملا بُرد و کشت او را طبیب

اور چونکہ آپ بھی نطشہ و حلاج سے کم نہیں۔ جیسے کہ حلاج آپ کو جاوید نامہ میں بتا چکے ہیں

آنچہ من کردم تو ہم کردی بترس

اس لئے شاید آپ کو یہ منظور ہے۔ کہ ملّا سے جان سلامت نہ لے جائیں۔ اسی لئے احمدیوں کی آڑ میں حکومت سے قانون بنوانا چاہتے ہیں۔ کہ انا الحق کہنے والے دار پر کھچوا دیئے جائیں تا کشتہ ہو کر قبیلۂ منصورؒ میں شامل ہو جائیں۔

ڈاکٹر صاحب! یہ یاس و حزن کی پکار ہے

"اے بلبلِ شوریدہ سرا ہے نالہ تیرا خام ابھی"
آ احمدؑ کے قدموں میں آ تا تیری دعا مستجاب ہو۔
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر (بال جبریل)

جہاد کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کو ہمارے عقیدۂ جہاد کے متعلق غلط فہمی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ جہاد منسوخ ہے۔ جہاد ہر وقت فرض ہے۔ اس کی نوعیت زمانہ وضروریات کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے اگر اسلام پر قلم و لسان سے حملے ہوتے ہیں۔ تو ان کا اندفاع اسی طرح کیا جائیگا۔ اگر اسلام پر مادی طاقت سے حملہ کیا جائے۔ تو مقابلہ مادیات سے کیا جائے گا۔ چونکہ آجکل بارود و توپوں کے ذریعہ سے نہیں بلکہ زبانوں اور قلموں کے رستے پھینکا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اس نور کا اسی ذریعہ سے "اتمام" کر رہے ہیں۔ جسے دشمنانِ دین "بافواھھم" بجھانا چاہتے ہیں۔ یاد رکھئے جو اس جہاد میں حصہ نہیں لے رہے۔ وہ جہاد بالسیف کے وقت بھی اپنے دڑبوں سے نہیں نکلیں گے۔ حیران ہوں۔ ڈاکٹر صاحب جہاد بالسیف پر اس قدر مصر کیوں ہیں۔ جبکہ

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

م ۔ میں اس بحث کو علامہ موصوف کے ارشادات پر ہی ختم کرتا ہوں۔

زندہ رود

نقشِ حق را در جہاں انداختند
من نمی دانم چساں انداختند

حلاج

یا بزورِ دلبری انداختند
یا بزورِ قاہری انداختند
زانکہ حق در دلبری پیدا تر است
دلبری از قاہری اولیٰ تر است

(جاوید نامہ)

جو بات احمدیوں کیلئے شرمناک ہے

وہ احراریوں کے لئے جائز ہے

الفضل کی ایک قریبی اشاعت میں جناب ناظر صاحب امور عامہ نے اعلان کیا تھا۔ کہ قادیان میں دھوبیوں کی قلت ہے۔ اگر باہر سے احمدی آجائیں۔ تو ان کو کافی کام مل سکتا ہے۔ ان کی ہر طرح سے اخلاقی مدد کی جائے گی"۔ "احسان" ۱۸ مئی نے قادیان کے مرزائیوں کی "شرمناک ذہنیت" اور مسلمانوں سے "شرمناک سلوک" قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ "اس بائیکاٹ سے جو مرزائی کر رہے ہیں۔ کوئی اور شرمناک اور رکیک فعل نہیں ہو سکتا"۔

لیکن اسی "احسان" نے ایک دن قبل یعنی ۱۷ مئی کے پرچہ میں ایک خبر درج کی ہے جس کا عنوان ہے "ایک مرزائی طالب علم کے مکمل بائیکاٹ" اور لکھا ہے "ایک مرزائی لڑکا کچھ عرصہ سے مسلمان طالب علموں کے ساتھ کھانا کھایا کرتا تھا۔ آخر کل شام کو انہوں نے پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر کی خدمت میں درخواست دی۔ کہ وہ مرزائی کو ان کے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت نہ دیں۔ چنانچہ ہر دو اصحاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ آئندہ طالب علم مذکور کو اس امر کی اجازت نہیں ہے"۔ اور اسے "برادران اسلامیہ ہوسٹل کا جذبۂ ایمان" قرار دیا ہے۔ پھر اسی صفحہ میں لدھیانہ کی یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ "مدت سے محلہ صوفیاں میں ایک مرزائن ملازمہ رہتی تھی۔ جو ڈاکٹر سید اصغر حسین صاحب کی کرایہ دار تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اسلامی فرض کا احساس کرتے ہوئے اس مرزائن سے اپنا مکان خالی کرا لیا۔ اہل محلہ ڈاکٹر صاحب کی اس اسلام نوازی کے بیحد مشکور ہیں۔ اور آپ کے اس نیک کام کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خدا کرے۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ مستحسن اقدام شہر لدھیانہ کے دوسرے اصحاب کے لئے بھی جن کے مرزائی کرایہ دار ہیں قابل تقلید ثابت ہو۔

اس کے ساتھ ہی مرزائی سبزی فروش کا بائیکاٹ کے عنوان سے لکھا ہے۔ "ایک مرزائی زمیندار سبزی کا ایک چھکڑا منڈی کے باہر فروخت کرنے کے لئے لایا۔ شہر کے سبزی فروش مسلمانوں نے اس کی سبزی خریدنے سے انکار کر دیا۔ ایک ہندو جاٹ نے اس کی سبزی خریدنی چاہی۔ مگر وہ بھی یہ معلوم کر کے کہ سبزی والا مرزائی ہے۔ دوسری جگہ سے سبزی لیکر چلتا بنا۔ مرزائی زمیندار گیارہ بجے تک منڈی کے باہر اپنی سبزی کا چھکڑا لئے کھڑا رہا۔ آخر سبزی فروخت کئے بغیر ہی گھر چلا گیا۔ یہ ساری سعی و کوشش محلہ چھاؤنی لدھیانہ کے ان درد مند مسلمانوں کی ہے۔ جنہوں نے ان مرزائیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ امید ہے۔ دیگر کوچوں و محلات کے مسلمان بھی اپنی اسلام نوازی کا ثبوت محلہ چھاؤنی کے غریب زمینداروں کی طرح دینگے"۔

سوال یہ ہے کہ جب ۱۷ مئی کے پرچہ میں احسان یہ تین خبریں ایک ہی صفحہ پر درج کر چکا اور اسے "جذبۂ ایمان" "اسلامی فرض کا احساس" "اسلام نوازی" "نیک کام" "مستحسن اقدام" "قابل تقلید مثال" وغیرہ شاندار الفاظ سے تعبیر کر چکا ہے۔ تو ۱۸ مئی کے پرچہ میں اسے جماعت احمدیہ پر قادیان میں غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کا سراسر غلط الزام لگا کر اسے "شرمناک ذہنیت" "تنگ نظری" "شرمناک اور رکیک فعل" وغیرہ وغیرہ بے ہودہ گوئی کا کیا حق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ جماعت احمدیہ پر مظالم روا رکھنے کے سلسلہ میں بائیکاٹ خود کر رہے ہیں۔ اور اپنے اس پراپیگنڈا کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے احمدیوں کی طرف بھی غلط باتیں منسوب کرتے رہتے ہیں قادیان میں احمدی دھوبیوں کی ضرورت کے یہ معنے قطعاً نہیں۔ کہ غیر احمدی دھوبیوں کا بائیکاٹ ہے۔ بلکہ احمدیوں کا کام زیادہ ہونے کی وجہ سے آدمیوں کی ضرورت ہے۔

حیدرآباد دکن کے اہم واقعات

الفضل کے خاص نامہ نگار حیدرآباد کے قلم سے

درس قرآن

احمدیہ جوبلی ہال واقع چمن افضل گنج میں بعد نماز مغرب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی درس قرآن دیتے ہیں۔ حقائق و معارف قرآنی سے حاضرین بے حد محظوظ ہوتے ہیں۔ متلاشیان حق کے استفسارات کے جوابات بھی دئے جاتے ہیں

امیر جماعت احمدیہ کی علالت

مولوی ابوالحمید صاحب آزاد امیر جماعت احمدیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے ہیں سخت علیل ہیں جماعت احمدیہ سخت مضطرب و بے چین ہے اور اپنے امیر کی صحت کے لئے دست بدعا ہے۔

مبلغین بیرون کی آمد کی ممانعت

معلومات عامہ حیدرآباد کی شائع شدہ چٹھی کی بناء پر فرقہائے اسلام کے مبلغین بدون حصول اجازت سرکار عالی ممالک محروسہ میں داخل ہونے سے روک دئے گئے ہیں۔ اس حکم کے نافذ ہونے کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ مصباح الاسلام نامی ایک مولوی صاحب سنی المذہب حیدرآباد میں آئے تھے۔ اور اہل تشیع اصحاب کے حق کے خلاف شدید نکتہ چینی کرتے تھے۔ جس سے اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ شیعہ سنی فرقوں میں تصادم نہ ہو جائے۔

کوتوال صاحب بلدہ کی نسبت بے بنیاد افواہ

نواب رحمت یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ شبانہ روز جس تن دہی و جفاکشی سے کام کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے۔ کہ کوتوالی کی حالت روز بروز بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ ان کی نسبت یہ افواہ تھی۔ کہ کوتوالی بلدہ سے صوبہ داری سررشتہ مال پر تبدیل کئے جائیں گے۔ مگر باخبر حلقوں سے اس خبر کی تردید ہو گئی ہے

سابق کوتوال شہر کے بنگلہ میں خودکشی

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی سابق کوتوال بلدہ کے بنگلہ پر ایک شخص مسمی ساج ریڈی نے آم کے درخت سے رسہ لگا کر خودکشی کر لی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر سرقہ کا شبہ تھا۔ اور اسے بنگلہ کے پہرہ میں دیدیا گیا تھا۔ جہاں سے اس نے کسی طرح مخلصی پا کر خودکشی کر لی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے اپنے متعلق کوتوال صاحب بلدہ کے نام ایک مکتوب پیچھے چھوڑا جسے کوتوالی بلدہ نے برآمد کر لیا ہے۔

ملکہ دکن کا حج

علیاحضرت دلہن پاشا بیگم صاحبہ جو رعایائے حیدرآباد دکن کی ہر دلعزیز ملکہ ہیں۔ بخیر و عافیت حج کر کے تشریف لے آئی ہیں۔ دوران قیام حجاز میں سنا ہے کہ علیاحضرت نے فراخدلی سے خیرات عظیم کی

سررشتہ صنعت و حرفت

ملکی صنعت و حرفت کی ترقی و احیاء کے لئے سرکار عالی نے بصرف کثیر محکمے قائم کئے ہیں۔ آج کل نواب رئیس جنگ بہادر منصرم معتمد سرکار عالی ہیں۔ اس سے پہلے مسٹر بی اے کالنس آئی سی ایس اس عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ ان میں کام کرنے کی عجیب روح تھی۔ انہوں نے ابتدائی کاموں کے لئے سرکار کا روپیہ بے دریغ خرچ کرایا لیکن ان کی سکیم ابھی عالم طفولیت میں تھی۔ کہ ان کی مستعار خدمات کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کے جانشین نواب صاحب ممدوح خاموشی کے ساتھ سررشتہ کی فلاح و بہبود میں لگے ہوئے ہیں۔ اخبارات شاکی ہیں۔ کہ سررشتہ صنعت و حرفت پر جمود کیوں طاری ہے۔ آیا مسٹر کالنس کی اسکیمیں بے نتیجہ ثابت ہو رہی ہیں۔ اور ناقابل عمل پائی جا رہی ہیں۔ یا کوئی اور باعث ہے۔

حیدرآباد اور وفاق

باب حکومت سرکار عالی کے ایک معتمد رکن کی رائے یہ ہے۔ کہ عنقریب ہندوستان میں جو دستور وفاق نافذ ہونے والا ہے اس میں سلطنت آصفیہ کو شامل ہونا چاہئے یہاں کے اخبارات اور اہل الرائے یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جہاں تک وفاق کا دخل موجودہ صورت میں متصور کیا جاتا ہے۔ حیدرآباد کا وفاق میں شامل ہونا اپنی خصوصیات کو ترک کرنے کے مترادف ہے۔ کم از کم چہرہ سکہ نظام پر اس کا ضرور اثر پڑے گا۔ جو سلطنت آصفیہ کے امتیازی نشانات میں اور جو کسی اور ریاست کو نصیب نہیں۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

عیدالاضحیٰ کی تقریب چالیس نو احمدی

گذشتہ رپورٹ کے بعد اس وقت تک جو کام ہوا ہے۔ اس کی مختصر رپورٹ درج ذیل کی جاتی ہے۔

تبلیغ

بیماری کے ایام کے علاوہ باقاعدہ ہفتہ واری کھلی ہوا کا لیکچر جو ہر ہفتہ کی شام کو لیگوس کے مختلف محلوں میں ہوتا ہے دیا جاتا رہا ہے۔ ایسے ہی جیل خانہ میں مسلمان قیدیوں کو اخلاقی وعظ ہر اتوار کو کیا جاتا ہے۔ جس کے دوران میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام بھی پہنچا دیا جاتا ہے۔

درس

اپنی جماعت کے دوستوں کے افادہ کے واسطے قرآن کریم۔ حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس باقاعدہ جاری ہے۔ نیز ہر اتوار کی صبح کو جبکہ کاروباری لوگ فارغ ہوتے ہیں۔ خصوصیات احمدیت اور تربیتی مضامین پر لیکچر دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کوششوں کو بابرکت بنائے۔ اسلام کی اشاعت اور احمدیت کی مضبوطی اور ہماری روحانی تقویت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

عیدالاضحیٰ

۱۶ مارچ۔ ہفتہ کے روز عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کی گئی۔ ہماری عیدگاہ چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس لئے وہاں جانے آنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ بالخصوص جب کہ ہم شوکت احمدیت کے اظہار کی خاطر جلوس کی صورت میں جائیں خطبہ کیلئے تھوڑا وقت ملتا اس لئے میں نے عید سے دو یوم قبل ایک خاص جلسہ کر کے مفصل طور پر قربانی کے فلسفہ اور احکام پر لیکچر دیا۔ اور یہاں کے دو نہایت معتبر اخبارات میں مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ذکر بھی کیا۔

عید کے دن خاکسار کی جائے رہائش سے عیدگاہ تک باقاعدہ جلوس میں گئے۔ عاجز نے نماز عید ادا کرائی اور خطبہ پڑھا۔ پھر جلوس کی صورت میں عاجز کی جائے رہائش تک واپس آئے۔ جہاں تمام بھائیوں اور بہنوں کو عید مبارک کہہ کر دام کیا گیا۔ انہوں نے بھی عاجز کو عید مبارکباد دینے کے علاوہ درخواست کی۔ کہ ان کی طرف سے عید مبارک سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ اور احباب کی خدمت میں پہنچا دی جائے۔ جس کو میں اس عریضہ کے ذریعہ دوستوں تک اور حضرت کے حضور پہنچاتا ہوں۔

جب سے جامع مسجد کا مقدمہ ہمارے خلاف ہوا ہے۔ مخالفین کی بدبین نگاہ خصوصیت سے ہماری طرف لگی ہوئی ہے مگر عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے مواقع پر ہمارے جلوسوں نے ان کی آنکھ میں خاک ڈال کر انہیں مایوس کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھ ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر کی مصداق ثابت ہوئی ہے۔

یوم التبلیغ

ہم نے یوم التبلیغ نائیجیریا میں ۷ اپریل اور گولڈ کوسٹ میں ۲۷ کو منائے۔ نائیجیریا میں سب مردوں اور عورتوں بڑوں اور چھوٹوں نے اپنے امام کی ارشاد کی تعمیل میں اس دن گھر بگھر پھر کر تبلیغ کی۔

عاجز نے جیل خانہ میں جاکر قیدیوں کو اور چند عیسائی دوستوں کو اپنے ہاں چائے پر بلاکر تبلیغ کی۔ اس کے علاوہ ایک نہایت مقتدر عیسائی اخبار میں ریویو انگریزی میں سے ایک مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق چھپوایا گیا۔ اس کے علاوہ ایک دو ورقہ "اسلام اور افریقہ" کافی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔

گولڈ کوسٹ

خدا کے فضل سے کام ہو رہا ہے۔ ہر دو سکریان اور پانچ اسرار کی کمیٹی جو میں انتظام کے لئے مقرر کر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے اور احسن طور پر خدمتِ اسلام بجا لا رہی ہے۔ مشن ہوس کی عمارت تقریباً مکمل ہو چکی ہے سکول ترقی کر رہے ہیں۔ اور سکولوں کے لئے اس سال سرکاری امدادی فہرست میں شمولیت کے لئے کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے۔ میں چند ماہ کے لئے گولڈ کوسٹ واپس جا رہا ہوں۔ برادرم نذیر احمد صاحب جب وہاں تشریف لے آئیں گے۔ تو میں پھر لیگوس آجاؤں گا۔ اور یہیں میرا مستقل قیام ہوگا۔

متفرق

عاجز کے اس جگہ آنے سے جماعت نے روحانیت میں ترقی کی ہے۔ احمدیت کی واقفیت پہلے سے زیادہ ہے۔ قرآن کریم اور دیگر دینی لٹریچر کے مطالعہ کا شوق ترقی پر ہے۔

نومبایعین

ایام زیر رپورٹ میں چالیس افراد نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی بیعت بذریعہ تحریر اور عاجز کے ہاتھ پر کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت بخشے

احباب قادیان سے گذارش

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور الفضل کے مضامین سے ان فتنہ پردازیوں کا علم ہوا۔ جو مخالفین ہندوستان میں جماعت احمدیہ اور مرکز سلسلہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے میں ہندوستان اور بالخصوص قادیان میں رہنے والے بھائیوں سے ایک درخواست کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ان کے اندر خدا کی ایک بہت بڑی امانت ہے اس امانت کی حفاظت ان کا سب سے اولیں فرض ہے۔ لہٰذا وہ اپنی جانوں پر کھیل کر بھی اس امانت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے ایمانوں ان کے اخلاص اور ان کی ہمتوں اور ان کے صبر کی ایک آزمائش ہے۔ وہ دشمن سے نہ ڈریں کہ العاقبۃ للمتقین۔ وہ امانت قادیان کے مقدس مقامات ہیں۔ حضرت امیر المومنین کا بابرکت وجود۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تمام خاندان ہے۔ اور پھر صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ پس میرے دوست عقد ہمت باندھ کر اس امانت کی حفاظت کے واسطے کھڑے ہو جائیں۔

اصلاح۔ الفضل اور الحکم سے معلوم ہوا۔ کہ ۱۸ فروری کو حضرت امیر المومنین نے عاجز کے مکان کی محلہ دار الفضل میں بنیاد رکھی۔ میں اس کے لئے حضرت امیر المومنین کے حضور اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں نہایت ہی تشکر و امتنان کے جذبات سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ جزاکم اللہ احسن الجزاء عرض کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مکان کو ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کے لئے بابرکت بنائے۔ یہ مکان میرا نہیں بلکہ میری بیوی کا ہے جس زمین پر یہ مکان بن رہا ہے۔ وہ کچھ تو ادائیگی مہر میں اور کچھ بطور ہبہ میں اپنی اہلیہ کو دے چکا ہوں۔ اور مکان کی لاگت فی الحال وہ اپنا زیور بیچ کر مہیا کر رہی ہیں۔ اس اصلاح کی ضرورت بہشتی مقبرہ کی وصیت اور تقسیم جائداد کی وجہ سے ضروری ہے۔

درخواست دعا

بالآخر میں حضرت امیر المومنین اور احباب کی خدمت میں نہایت عاجزی سے التماس کرتا ہوں۔ کہ دعا فرمائی جائے کہ اس علاقہ میں عاجز کو احمدیت کے پھیلانے سے حصہ وافر نصیب ہو۔ پھر احمدی بھائیوں اور بہنوں کے لئے اور ہمارے سکولوں کے بچوں کے لئے دعائیں کی جائیں۔ میرے والد صاحب۔ بیوی بچوں۔ سسرال حقیقی و نسبتی

ضلع منٹگمری کے احمدیوں کا حضرت امیر المومنین سے اخلاص کا شاندار مظاہرہ

۱۹ مئی کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات سے احمدیوں کے اخلاص کا حیرت انگیز نظارہ منٹگمری ریلوے سٹیشن پر دیکھا گیا۔ جب حضور سندھ سے واپسی پر کراچی میل سے منٹگمری پہنچے۔ صبح ہی سے پاکپتن عارف والہ اور دیگر چکوں سے جو شہر منٹگمری کے قریب ہیں۔ احمدی دوست شہر میں آنے شروع ہو گئے۔ کراچی میل منٹگمری سٹیشن پر سوا چار بجے بعد دوپہر آتی ہے۔ مگر احمدی دوست صبح سے ہی اسٹیشن پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور گاڑی کے آنے تک کوئی تین سو کے قریب دوست آ گئے۔ شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منٹگمری۔ ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ریلوے ڈسپنسری اور جمعدار محمد اسمٰعیل صاحب جماعت کی طرف سے حضور کے استقبال کے لئے میاں چنوں پہنچ گئے۔ اور پھر حضور کے ساتھ واپس آئے۔ شیخ جان محمد صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس اور چوہدری نور الدین صاحب ذیلدار چک ۶/۱۱ حضور کے استقبال کو چیچہ وطنی پہنچ گئے تھے۔ منٹگمری کے ضلع میں جہاں کراچی میل ٹھیری۔ پہلا سٹیشن چیچہ وطنی تھا۔ وہاں قریباً ایک سو احمدی گرد و نواح کے چکوں سے حضور کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ہر ایک کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ راستہ میں چک ۶/۱۱ پڑتا ہے۔ جب گاڑی اس چک کے قریب پہنچی تو وہاں کی احمدی مستورات بچے اور وہ احمدی جو سٹیشن چیچہ وطنی پر نہ پہنچ سکتے تھے۔ ریلوے لائن کے ساتھ حضور کے منتظر کھڑے تھے۔ چوہدری نور الدین صاحب نے عرض کر دیا تھا۔ کہ ان کے چک کے جو لوگ سٹیشن پر نہیں آسکے وہ سڑک پر منتظر ہیں۔ حضور ان کو چلتی گاڑی سے دیکھنے کا موقع دیں چنانچہ حضور نے کھڑکی میں کھڑے ان فداکاروں کو جو دیر سے سخت دھوپ میں منتظر کھڑے تھے۔ اپنے دیدار سے مسرور فرمایا۔ سٹیشن منٹگمری پر جماعت احمدیہ منٹگمری کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا جو بابو غلام حسین صاحب چاہلوی ایڈیٹر اخبار "ہمدرد" منٹگمری سکرٹری تبلیغ نے پڑھ کر سنایا۔ (جو آگے درج ہے) ایڈریس نہایت دیدہ زیب کاغذ پر لکھا ہوا اور فریم کیا ہوا تھا۔ ایڈریس پڑھنے کے بعد ایڈریس کو اور چائے نماز جماعت کی طرف سے شیخ اعجاز احمد صاحب سب جج نے حضور کی خدمت میں پیش کی۔ جو حضور نے قبول فرما کر جماعت کو ممنونِ منت فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا چونکہ ایڈریس کا جواب دینے کے لئے وقت نہیں۔ اس لئے میں اس کے جواب میں دعا کرتا ہوں۔ اور حضور نے دعا فرمائی۔ آخر اللہ اکبر کے پرجوش نعروں میں گاڑی روانہ ہوئی۔ اور جب تک گاڑی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ حضور دروازہ میں کھڑے رہے۔ اور مخلصین بھی جب تک نگاہوں نے یاری کی ٹکٹکی لگائے رکھی۔

اس موقعہ پر اسٹیشن ماسٹر صاحب منٹگمری اور ان کے سٹاف کا شکریہ ادا کرنا لازمی ہے۔ جنہوں نے ہر ممکن سہولت جماعت کے افراد کو پہنچائی۔ ان کا رویہ نہایت ہمدردانہ اور شریفانہ تھا۔

اوکاڑہ سے خبر موصول ہوئی ہے کہ سٹیشن پر اوکاڑہ اور اس کے قریبی چکوں کے احمدی دوستوں نے حضور کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا غیر احمدی و غیر مسلم حضرات بھی بہت زیادہ تعداد میں سٹیشن پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ جنہوں نے حضور کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ غرض منٹگمری کے احمدیوں کو خدا تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا جو موقع عطا فرمایا۔ اس سے انہوں نے اچھی طرح فائدہ اٹھایا۔

(نامہ نگار)

ایڈریس

بحضور حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ سیدنا۔ وامامنا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
جماعت ہائے احمدیہ ضلع منٹگمری کے لئے آج کا دن بڑا ہی مبارک دن ہے۔ کہ حضور نے آج غالباً پہلی مرتبہ دورہ سندھ سے واپسی پر ہمارے ضلع کے اسٹیشن کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ جماعت کو اس امر کا افسوس ہے۔ کہ حضور کے یہاں قیام فرمانے کا شرف ہمیں میسر نہیں ہوا۔ تاہم اراکین جماعت اس قلیل فرصت کو جو ہمیں اسٹیشن پر حضور کی خدمت میں باریاب ہونے کے لئے حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہیں۔ اور اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے حضور کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس جماعت کا ہر ایک فرد حضور کے ساتھ دلی اخلاص اور عقیدت رکھتا ہے۔ اور حضور کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔

سیدنا۔ جماعت احمدیہ جس مشکل وقت میں سے گذر رہی ہے، اراکین جماعت ہائے احمدیہ ضلع منٹگمری کو اس کا بخوبی احساس ہے۔ اور ہم حضور کی ذات والاصفات پر اس امر کے متعلق پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ کہ اس طوفانِ مخالفت میں سے حضور جماعت احمدیہ کی کمزور کشتی کو ساحلِ مراد پر پہنچانے میں "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ" کامیاب ہونگے۔

اراکین جماعت حضور کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ اشرار جس قدر جوش سے حق اور صداقت کی مخالفت میں زور لگائینگے اس سے زیادہ جوش کے ساتھ جماعت احمدیہ حق کی حمایت میں سرگرم عمل ہوگی۔ ہم خدا کے فضل سے دین کی خاطر ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ اور حضور کی خدمت میں اپنے مال اور اپنی جانیں پیش کرتے ہیں۔

ہم اس موقعہ پر مخالفین کے اس فریب کارانہ ادعا کی پرزور تردید کرتے ہیں کہ قادیان اور بیرونِ قادیان کے پچاس فیصدی احمدی حضور کی ذات اور سلسلہ کے موجودہ نظام سے بدظن ہیں۔ "خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر فرد حضور کی ذات والاصفات کے ساتھ والہانہ محبت اور غیر متزلزل اخلاص رکھتا ہے۔ نیز موجودہ نظام سلسلہ پر پورا پورا اعتماد رکھتا ہے۔

سیدنا۔ ہماری جماعت حضور کی تشریف آوری کی یادگار کے طور پر ایک ناچیز مگر عقیدتمندانہ تحفہ "جائے نماز" حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے۔ اور بڑے ادب سے یہ استدعا کرتی ہے۔ کہ حضور اسے قبول فرمائیں اور اپنے ذاتی استعمال میں لائیں۔ اور اپنے ان فداکاروں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

خاکساران
اراکین جماعتہائے احمدیہ ضلع منٹگمری

ایک نوجوان کی اچانک وفات

۲۲ مئی کو میرا لڑکا محمد احمد عمر ۱۸ سال صرف بیس گھنٹے بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ۲۱ مئی نہر پر نہانے گیا۔ اور شام کو پانچ بجے بخار کی حالت میں گھر آیا۔ اس وقت اُسے خون کی قے آئی۔ درجہ حرارت ۱۰۶ تک پہونچ گیا۔ رات کے وقت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے انجکشن کیا۔ مگر حالت دم بدم خراب ہوتی گئی۔ صبح کے وقت بخار ہلکا ہوگیا۔ اور مرحوم نے کچھ باتیں بھی کیں۔ مگر پھر بخار زیادہ ہوگیا۔ اور تین بجے کے قریب موت واقع ہوگئی۔

مرحوم نہایت نیک اور سعید لڑکا تھا۔ حیا کا مادہ اتنا تھا کہ ہوش سنبھالنے کے بعد مرنے تک کبھی دسوتی اس خیال سے کہ کہیں غفلت میں کھل نہ جائے نہیں پہنی۔

احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے۔
(خاکسار سید غلام غوث قادیان)

الفضل:۔ ہمیں اس صدمہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق عطا کرے؛

THE STAR HOSIERY WORKS LTD. QADIAN

ہماری جرابوں کی مقبولیت

کا اس حقیقت سے اندازہ کیجئے۔ کہ کمپنی کو زیادہ مانگ کے باعث اپنا کارخانہ وسیع کرنا لازمی ہو گیا ہے چنانچہ کچھ مشینری کراچی پہونچ گئی ہے۔ اور مزید مشینری منگوانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

آپ بھی

اس نفع بخش قومی تجارت میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ تفصیلات کیلئے کمپنی سے خط و کتابت کریں

دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ۔ قادیان

تخفیف

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے اس ارشاد کے بموجب کہ دواؤں کی قیمت کم ہونی چاہئیے ہم نے عرق نور کی قیمت ۱۲ فی شیشی یا پیکٹ کی بجائے ۸ کر دی ہے۔ تاکہ ضرورت مند احباب بآسانی فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر آپ کو یا آپ کے عزیزوں کو بڑھی ہوئی تلی ضعف جگر یا معدہ، یرقان۔ کمی بھوک۔ کمزوری مثانہ دائمی قبض پرانا بخار یا کھانسی جیسے امراض سے تکلیف ہے تو عرق نور مجرب المجرب ثابت ہوگا۔

موسمی بخار کے ایام میں اس کا استعمال بخار کو روکتا ہے۔ مصفی خون ہونے کے علاوہ اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔

عورتوں کی پوشیدہ امراض کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ بانجھ پن اٹھرا کے لئے لاجواب دوا ہے۔ ماہواری خرابی۔ قلت خون اور درد کو دور کر کے بچہ دانی کو قابل تولید بناتا ہے۔

فہرست مفت طلب کریں

ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان

محافظ اٹھرا گولیاں

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو
اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو
دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں یا مردہ پیدا ہوں یا حمل گر جاتا ہو۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں اس بیماری کا مجرب نسخہ مولانا حکیم نورالدین صاحب شاہی طبیب کا ہم بناتے ہیں جو نہایت کارآمد اور بے بدل چیز ہے۔ ایکدفعہ منگا کر قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھیں۔ قیمت فی تولہ سوا روپیہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ لیا جائے گا۔

عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان (پنجاب)

حضرت امیرالمومنین کا خطبہ جمعہ بصورت ٹریکٹ شائع ہو گیا

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ر اپریل ٹریکٹ کی صورت میں چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ اس خطبہ میں سر ظفر علی کے اس اعلان کا جواب ہے۔ جو انہوں نے حال میں جماعت احمدیہ کے خلاف شائع کیا۔ علاوہ ازیں احراریوں کی مسلمانوں کو تباہ کرنے والی حرکات کا مفصل ذکر کیا گیا ہے $\frac{22 \times 29}{16}$ سائز کے ۱۶ صفحہ کا ٹریکٹ ہے۔ قیمت ایک روپیہ سیکڑہ علاوہ محصولڈاک۔ خرچ کے مطابق رکھی گئی ہے۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلد منگالیں۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال کی جائے۔ یا وی۔ پی کی اجازت دی جائے ۔

مینیجر الفضل

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

برلن ۲۱ مئی - ہر ہٹلر نے آج رِشتاغ میں بین الاقوامی مسائل کے متعلق جرمنی کی روش واضح کرنے کے لئے ایک اہم تقریر کی جس میں کہا کہ جرمنی نے جنیوا کے ۱۷ اپریل کے فیصلہ کو مسترد کر دیا ہے۔ معاہدہ ورسائی کو صرف جرمنی نے ہی نہیں توڑا بلکہ ان حکومتوں نے بھی توڑا ہے جو معاہدہ کے مطابق غیر مسلح نہ ہوئیں۔ جب تک مساوات کی صحیح بنیاد پر نہ قائم کی جائیں۔ جرمنی مجلس اقوام میں شریک نہیں ہو سکتا جرمنی معاہدہ کارنو کی پوری پوری پابندی کرے گا۔ بشرطیکہ دوسرے ارکان معاہدہ بھی اس کی پابندی کریں۔ جرمنی ہر اس کوشش میں عملی حصہ لینے کے لئے تیار ہے جو تحدید اسلحہ یا تنسیخ اسلحہ کا باعث ہو سکے۔ اور جرمنی ہر وقت ایسے بین الاقوامی معاہدہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہے جو بیرونی مداخلت کو عملی طور پر روک سکے۔ بشرطیکہ تمام دیگر طاقتوں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہو

لاہور ۲۲ مئی - آج ہائی کورٹ کے فل بنچ نے پیپلز بنک آف ناردرن انڈیا کو دیوالیہ قرار دے دیا۔ اور حکم دیا کہ بنک کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اور اسے سرکاری لیکویڈیشن میں دیدیا جائے نیز فیصلہ میں لکھا ہے کہ ڈائرکٹروں کے متعلق الزامات کی تحقیقات کی جائے۔ تا ان کے خلاف فوجداری اور دیوانی مقدمات چلائے جا سکیں۔

شملہ ۲۲ مئی - پرتاپ کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ یہاں کے پولیٹیکل حلقوں میں یہ افواہ بڑے زور سے پھیل رہی ہے کہ بہاولپور اور مالیر کوٹلہ کی ریاستوں کا انتظام برطانوی افسروں کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اور دونوں والیان ریاست کو کچھ عرصہ کے لئے یورپ بھیج دیا جائیگا اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ دونو ریاستیں بھاری قرضوں کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ اور ان کی رعایا کی طرف سے مسلسل ایجی ٹیشن ہو رہی ہے۔

شملہ ۲۲ مئی - بسلور جوبلی فنڈ میں اس وقت تک ۷۷ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے

بمبئی ۲۲ مئی - چاندی کے بازار صرافہ میں یہ عام خیال ہے۔ کہ چاندی کی قیمت بہت بڑھ جائے گی۔ اس لئے لوگ نہایت شوق سے روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ تاکہ قیمت زیادہ ہونے پر روپیہ پگھلا کر نفع کمایا جائے۔ حال ہی میں نائب وزیر ہند نے پارلیمنٹ میں بیان کیا تھا۔ کہ اگر روپیہ پگھلایا جانا شروع ہوا۔ تو گورنمنٹ نیا روپیہ جاری کرے گی۔

برلن ۲۱ مئی - جرمنی میں ہٹلر نے ایک نئے قانون کا نفاذ کیا ہے۔ جس کے رو سے بحری۔ بری اور ہوائی فوج میں ایک سال کی سروس لازمی قرار دیدی گئی ہے اس قانون کے ماتحت وزیر جنگ کی ایک نئی اسامی پیدا کی گئی ہے۔ جو تمام مسلح افواج کا انچارج ہوگا۔ یہ بھی اصول مقرر کیا گیا ہے۔ کہ ایام جنگ میں عورتوں اور مردوں دونو کو لازمی طور پر ملک کی خدمت کرنی ہوگی۔ خالص یہودی النسل اور مخلوط نسل کے افراد کو فوج میں بھرتی نہیں کیا جائے گا۔

نانکن ۲۱ مئی - چینی حکومت کو دیر سے یہ شکایت تھی۔ کہ چین سے چاندی ناجائز طور پر برآمد کی جاتی ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے کئی طریق اختیار کئے گئے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اب حکومت نے اعلان کیا ہے۔ کہ چاندی برآمد کرنے والے کو سزائے موت دی جائے گی۔

برلن ۲۱ مئی - جرمن گورنمنٹ نے ۴ کروڑ دس لاکھ پونڈ کا مزید قرضہ جرمنی کی انشورنس کمپنیوں سے لیا ہے۔ اس پر ۴½ فی صدی سود دیا جائے گا۔ اور اسے بے روزگاری کو دور کرنے کی جدید سکیم پر خرچ کیا جائے گا۔

لنڈن ۲۱ مئی - اٹلی کے اخبارات نے لکھا تھا۔ کہ برطانیہ علاقہ سے ایبے سینیا کو اسلحہ جات بھیجے گئے ہیں۔ اور برطانی علاقہ سے اس قسم کا سامان گذرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ آج ہاؤس آف لارڈز میں حکومت کی طرف سے ان الزامات کی تردید کی گئی۔ اور بتایا گیا کہ ایبے سینیا نے اسلحہ کا کوئی آرڈر برطانیہ کو نہیں دیا۔ اور نہ ہی برطانی علاقہ سے اس قسم کا کوئی سامان گذارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اٹلی کا الزام سراپا غلط ہے۔

لنڈن ۲۱ مئی - معلوم ہوا ہے کہ ہاؤس آف کامنز میں جب ۲۳ مئی کو انڈیا بل کا رپورٹ سٹیج زیر بحث آئے گا۔ تو نئے کانسٹی ٹیوشن میں والیان ریاست ہائے ہند کی پوزیشن کے متعلق وزیر ہند ایک اہم بیان دیں گے۔

قصور ۲۱ مئی - بالا شاہ کے قاتل محمد صدیق کی لاش کو پھانسی کے بعد جب دفن کرنے کے لئے قبرستان میں لے جایا گیا تھا تو اس وقت ایک ہندو کو پولیس نے گرفتار کیا۔ جس کے پاس لکڑی اور چھرا تھا سب ڈویژنل مجسٹریٹ نے اسے اڑھائی سال قید با مشقت کی سزا کا حکم دیا ہے۔ ملزم مقامی آریہ سماج میں ہندی ٹیچر تھا۔

ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ پنڈت مدن موہن مالویہ اس بات پر غور کر رہے ہیں۔ کہ کانگرس سے بالکل علیحدہ ہو جائیں۔ تاکہ اپنی ایک علیحدہ جماعت قائم کی جائے۔ جس میں ملک کی تمام پولیٹیکل پارٹیوں کے نمائندے شامل ہو سکیں۔

ٹراونکور میں اچھوت کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے مسٹر جوزف نے کہا۔ کہ چند سالوں میں یہاں عیسائیوں کی تعداد ۱۵ گنا ہو گئی ہے۔ ہر سال دس ہزار ہندو عیسائی ہو جاتے ہیں۔

ریاست الور کے جاگیرداروں کے ایک با اثر وفد نے انگریز وزیر اعظم کے پاس جا کر اس بات پر زور دیا تھا۔ کہ حکومت نے دو سال کے لئے مہاراجہ صاحب کو ریاست سے باہر بھیجا تھا۔ چونکہ اب یہ میعاد پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے ان کی واپسی کا انتظام کیا جائے۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند مہاراجہ صاحب کو واپس جانے کے لئے تیار نہیں۔

جالندھر ۲۱ مئی - سکرٹری سنٹرل زمیندار لیگ کی درخواست کے جواب میں وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ نے جلوں اور جلوسوں پر سے ان پابندیوں کو دور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ جو گذشتہ سال عائد کی گئیں تھیں۔

بمبئی ۲۲ مئی - آج گاندھی جی سے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ نے دریافت کیا۔ کہ آپ پالیٹکس میں کب حصہ لینگے۔ آپ نے جواباً کہا۔ کہ اگر تمہارے پاس خدا سے دریافت کرنے کا کوئی ذریعہ ہے تو یہ سوال اس سے دریافت کرو۔ وہ جو کچھ کہے۔ میں اسی پر عمل کرتا ہوں۔

مدراس ۲۱ مئی - مدراس فلائنگ کلب کے انسٹرکٹر نے کراچی اور مدراس کے درمیان ۱۴۰۰ میل کا سفر گیارہ گھنٹے اور دس منٹ میں طے کر کے ہندوستان کی ہوابازی کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

پیرس ۲۱ مئی - اہل ملک کو ہوائی حملوں کے مہلک اثرات سے بچانے کے لئے زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ گذشتہ ہفتہ مجوزہ انسدادی تدابیر کا عملی تجربہ کیا گیا بہت سے پوسٹر شائع کئے گئے ہیں جن میں بالوضاحت بتایا گیا ہے کہ اگر ملک پر حملہ ہو تو لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ پناہ کی جگہوں کی فہرست تیار ہو رہی ہے۔

پیرس ۲۱ مئی - الجزائر کی وطن پرست جماعت نے کامل آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ حکومت فرانس نے ستر رہنماؤں کو جلاوطن کر دیا ہے۔ اور شورش کو دبانے کے لئے مزید افواج وہاں بھیجی جا رہی ہیں

لنڈن ۲۱ مئی - دفاعی تدابیر کے سلسلہ میں مسٹر بالڈون ایک اعلان کرنے والے ہیں۔ جس کے ماتحت ہوائی فوج کو دوگنا کر دیا جائے گا۔ اول درجہ کے ہوائی جہازوں کی تعداد بھی دگنی ہو جائے گی۔ یہ پروگرام دو سال میں مکمل ہوگا۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی